عجلت کے سلبی اور ایجابی پہلو، قرآن وسنت کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ

The Negative and Positive Dimensions of Haste, a Specific Study in the light of the Quran and Sunnah

Muhammad Qurban
MPhil Scholar, Department of Quran and Tafseer,
Faculty of Arabic & Islamic Studies,
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: mqurban30@gmail.com
Dr Hafiz Muhammad Arshad Iqbal
Assistant Professor, Department of Quran and Tafseer,
Faculty of Arabic & Islamic Studies,
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: arshad.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract
This research article explores the conceptual and theological dimensions of 'Ajalah' (haste) as presented in the primary sources of Islam. In the Qur'anic context, haste is identified as an inherent human trait, yet it is frequently discussed in a cautionary manner. This study employs a qualitative and thematic approach to analyze approximately 51 Qur'anic instances where haste is mentioned, alongside relevant Prophetic traditions. The research investigates how the Islamic framework distinguishes between prohibited impulsiveness and commendable promptness in spiritual matters. Key findings highlight that while haste in worldly decision-making is often attributed to Shaitanic influence leading to regret, it is encouraged in the realm of virtuous deeds and repentance. The article concludes by providing a scholarly synthesis of classical interpretations (Tafsir) to establish a balanced ethical guideline for contemporary Muslims facing the pressures of a fast-paced modern life.
Keywords: Ajalah in Quranic Exegesis, Positive and Negative Haste, Impulsivity (Ajalah) in Prophetic Traditions, Satanic Impulsiveness

رب العالمین نے انسان کو بہت سی صلاحیتوں اور عادات وصفات کے ساتھ پیدا کیا ہے، انہی عادات میں ایک عادت 'جلد بازی' بھی ہے۔ انسان کی فطرت میں یہ صفت شامل کر دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

" خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ"[1] (ترجمہ: انسان کو عجلت سے پیدا کیا گیا ہے۔)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے:"وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا"[2]
(ترجمہ: "اور انسان برائی کی دعا کرتا ہے بھلائی کی دعا کرنے کی طرح انسان ہمیشہ سے جلد باز ہے۔"

وجہ یہ ہے کہ جلد بازی انسان کی فطرت میں شامل ہے اور وہ کم حوصلہ پیدا کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب انسان کسی دکھ یا تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ غصے یا بے صبری میں اپنے لیے ایسی بد دعائیں کر بیٹھتا ہے جیسے وہ اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی کی دعائیں مانگتا ہے۔ مگر یہ رب تعالیٰ کا بنی آدم پر خاص احسان ہے کہ وہ انسان کی نادانی سے کی گئی ایسی بد دعاؤں کو قبول نہیں کرتا۔ اگر رب تعالیٰ ہر دعا کو فوراً قبول کرلے، تو انسان اپنی ہی بد دعاؤں سے ہلاک ہو جائے۔ جیسا کہ کلام مجید میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔

" وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَاسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِلَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ"[3]

اور اگر رب تعالیٰ لوگوں کو برائی پہنچانے میں اسی طرح جلدی کرتا ہوں جیسے لوگ بھلائی کو پانے کی جلدی کرتے ہیں تو اس صورت میں ان پر ہلاکت یقینی تھی لیکن رب تعالیٰ کے ہاں یہ قانون نہیں ہے۔

عجلت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم

عجلت عربی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی جلد بازی یا کسی کام میں جلدی کرنا تیزی کا مظاہرہ کرنا یا کسی کام کو سرانجام دینے کیلئے جلدی کرنا۔ **الجوہری** لکھتے ہیں:"العَجَل ضد البَطْء"یعنی "عجل" (جلدی) سستی یا تاخیر کے برخلاف ہے۔[4]

لسان العرب میں آیا ہے:"العَجَل و العَجَلَة: السُّرعة خِلاف البَطْء"یعنی "عجل" اور "عجلت" دونوں کا مطلب ہے "تیزی"، اور یہ سستی کی ضد ہیں۔[5] الزبیدی لکھتے ہیں:"المسارعة: کسی چیز کی طرف جلدی کرنا، جیسے کہ التسارع اورالإسراع"۔[6] قرآنِ کریم میں بھی یہی مفہوم موجود ہے، جیسے "يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ"[7] (ترجمہ: وہ نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں) نیز "سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِن رَّبِّكُمْ"[8] (ترجمہ: اپنے رب کی مغفرت کی طرف سبقت کرو" الجوہری نے بھی الصحاح میں یہی مفہوم نقل کیا ہے۔[9]

عجلت کیلئے قران مجید میں بہت سے الفاظ آئے ہیں چند قریب المعنی الفاظ درج ذیل ہیں۔

سرع، استعجل، بدر، فور، س، سوف

سرع: کام میں توقف نہ کرنا، سستی نہ کرنا، کام کو وقت مقررہ پر کرلینا یا وقت مقررہ سے پہلے کرلینا، آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا،

جس جگہ جلدی کرنا بہتر اور درست ہے وہاں پر جلدی کرنا دیر نہ کرنا،

"أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ واللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ"۔[10]

یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے اس میں سے ایک حصہ ہے جو انھوں نے کمایا اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

استعجل کے معنی کوئی چیز جلدی یا قبل از وقت طلب کرنا۔ "وَ يَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ"[11] قبل اس کے یہ لوگ بھلائی طلب کریں، تم سے برائی کے جلد طلبگار ہیں۔

س، سوف: س اور سوف فعل مضارع پر داخل ہو کر جلدی کے معنی پیدا کرتے ہیں اور مضارع کو مستقبل بناد یتے ہیں اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ س مستقبل قریب کیلئے اور سوف مستقبل بعید کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

"سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ"[12] **(ترجمہ:** "اب احمق لوگ جلد یہ کہیں گے")

"سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ"[13] **(ترجمہ:** "وہ جلد ان کو ہدایت دے گا اور ان کی حالت درست کرے گا")

قرآنِ کریم میں "عجلت" (جلد بازی) کا ذکر اور مفسرین کے نزدیک اس کا مفہوم

قرآن مجید میں "عجلت" کے لغوی مشتقات مختلف صورتوں میں اکیاون (51) مقامات پر وارد ہوئے ہیں، جو کہ سنتالیس (47) مختلف آیات میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے آٹھ (8) مقامات پر "عجلت" "فعلِ ماضی (یعنی "جلدی کی") کی کیفت بیان کرتی ہیں۔ جن کی فہرست حسب ذیل ہے۔

"وَاذْكُروا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدوداتٍ ۚ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَأَخَّرَفَلَاإِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ ۗ واتَّقُوا اللَّهَ واعْلَمُواأَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرونَ"[14]

"وَلَمَّارجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرربِّكُمْ ۖ و أَلْقَى الْأَلْوَاحَ وأَخَذَ برأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ"[15]

"مَن كَانَ يُرِيدالْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدحُورا" [16]

"وَرَبُّكَ الْغَفُورذوالرحْمَةِ ۖ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۚ بَل لَّهُم مَّوْعِد لَّن يَجِدوا مِن دونِهِ مَوْئِلًا"[17]

"وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ"[18]

"قَالَ هُمْ أُوْلَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وعَجِلْتُ إِلَيْكَ ربِّ لِتَرْ ضَىٰ"[19]

"خُلِقَ الإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ"[20]

(فعل مضارع) کی شکل میں "عجلت" والی مزید آیات

"وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ و لَن يُخْلِفَ اللَّهُ وعْد هُ"[21]

"أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ"[22]

"قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رد فَ لَكُم بَعْضُ ٱلَّذِى تَسْتَعْجِلُونَ"[23]

"وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ"[24]

"وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ و إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِر ينَ"[25]

"أَفَيَسْتَعْجِلُونَ عَذَابَنَا" [26]

"يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا"[27]

"فَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ"[28]

"ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ ۖ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ"[29]

"فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَروا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَد ونَ"[30]

"لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ" [31]

ایک جگہ "عَجُول" بطور مبالغہ آیا (اسم الفاعل):

"وَكَانَ الإِنسَانُ عَجُولًا" [32]

مفسرین کے نزدیک "العجلة" کا مفہوم

مفسرین نے "العجلة" کے چند معنی بیان کیے ہیں، جن میں سے سب سے مشہور اور عام مفہوم یہ ہیں:

1- **کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے پیش کرنا یا جلد بازی کرنا**

یہ مفہوم زیادہ تر مفسرین کے نزدیک مقبول اور معروف ہے، جن میں بڑے بڑے مفسرین جیسے علامہ الواحدی، الفخر الدین الرازی، الماوکدی، مفسر القرطبی القنوجی وغیرہ شامل ہیں۔[33]

علامہ فخر الدین الرازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ لفظ "العجلة" کے معنی کسی چیز یا کام کو قبل از وقت پیش کر دینا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ "وَلَا تَسْتَعْجِلْ بِالْقُر آنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰٓ إِلَيْكَ"[34]

(ترجمہ: اس آیت میں "العجلة" مذموم قرار پائی ہے کیونکہ اس کا مطلب ہے وقت سے پہلے آگے بڑھنا اور جلد بازی کرنا۔)[35]

علامہ ماوردی اپنی تفسیر میں قران کی آیت "خُلِقَ الإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ"[36] سے متعلق فرمایا کہ "العجلة" کے معنی "کسی چیز یا کام کا اس کے طے شدہ وقت سے پہلے کرنا۔[37]

العجلة کی مذمت احادیث میں

"العجلة" کا مذکورہ مفہوم ناپختگی، بے صبری، اور جلد بازی کی علامت ہے، جو شیطان کا وصف ہے۔ جبکہ "التأني" (آہستگی، صبر اور سنجیدگی) اللہ کی خاص صفت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"التأني من الله والعجلة من الشيطان، و ما من شيء أكثر معاذير من الله، و ما من شيء أحب إلى الله من الحمد"

یعنی: ٹھہراؤ بیشک حق تعالیٰ کی جانب سے ہے اور عجلت شیطان کی جانب سے ہے۔ رب تعالیٰ کے نزدیک سے زیادہ گناہ بخشوانے اور محبوب شے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہے۔[38]

2- **کسی چیز کو پیش کرنا جو نامناسب ہو**

یہ معنی بعض مفسرین نے بیان کیے ہیں، جن میں "امام الرازی، علامہ آلوسی اور علامہ القنوجی شامل ہیں۔[39]

الرازی کے مطابق

انہوں نے سورۃ آل عمران کی آیت

"وَلَا تَسْتَعْجِل بِالْقُرآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰٓ إِلَيْكَ"[40]

کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ "عجلت "کا بیان کہ کسی کام کو اس کے مناسب وقت سے پہلے انجام دینا۔ یعنی ایسی چیز کو وقت سے پہلے ظاہر یا طلب کرنا جسکا پیش کرنا مناسب یا جائز نہ ہو۔[41]

علامہ آلوسیؒ کے مطابق

علامہ آلوسیؒ کے نزدیک: العجلة والسرعة (جلد بازی اور تیزی) میں فرق ہے۔ السرعة اس چیز کو وقت پر یا جس چیز کو پیش کرنا جائز ہے اس میں تیزی ہے، اور یہ تعریف کی جاتی ہے۔ اس کا مخالف 'الإبطاء' (سست روی) ہے جو مذموم ہے۔ جبکہ العجلة کا مطلب ہے کسی ایسی چیز کو جلدی پیش کرنا جو پیش کرنا مناسب نہیں، اور یہ مذموم ہے۔ اس کا مقابلہ 'الأناة' (صبر و تحمل) ہے جو تعریف کے لائق ہے۔[42]

3- **بنا غور وفکر کے کام یا خواہش**

یہی بات علامہ الراغب اصفہانیؒ نے وضاحت سے بیان کی ہے اور متذکرہ سورہ آلعمران کی تفسیر میں لکھتے ہیں: العجلة اکثر اوقات ایسے کام کیلئے استعمال ہوتی ہے جو بنا سوچے سمجھے، یا بنا منصوبہ بندی کے کیا جائے۔ اس لئے علامہ صاحب نے عجلت کو شیطان کی طرف منصوب کیا ہے۔[43]

الشعراویؒ کے مطابق

محمد متولی الشعراوی نے فرمایا: العجلة کا مطلب ہے کہ انسان جذبات میں آکر عجلت سے کام لے، یعنی ایسا عمل جو بغیر سنجیدگی کے اور شور وغل میں انجام دیا جائے۔"[44]

مفہوم السرعة والعجلة، اور قرآن کریم میں ان دونوں کے درمیان فرق کے پہلو

ہم نے پہلے کے مباحث میں قرآن کریم کی ان آیات کا ذکر کیا جو الفاظ "سرعة "(تیزی) اور "عجلة "(جلد بازی) کے بارے میں ہیں، اور مفسرین نے وضاحت سے ان الفاظ کے معنی بیان کیے ہیں۔ ان دونوں الفاظ کے عمومی مفہوم اور ان کے درمیان فرق کو دو حصوں میں واضح کرتے ہیں۔

حصہ اوّل : السرعة اورالعجلة کا مفہوم

حصہ دوم : السرعة اورالعجلة کے درمیان فرق کے پہلو

السرعة کا مفہوم

قرآنِ مجید میں مذکور سرعۃ سے متلق آیات کے مطالعہ اور مفسرین کرام کی تفاسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سرعت کو عمومی طور پر مثبت شکل میں بیان کیا گیا ہے۔ اور اسے انسانی زندگی میں قابل تعریف صفت کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ یعنی سرعة اکثر مقامات پر نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تیزی دکھانے کے معنوں میں آئی ہے۔ بھلائی کے کاموں میں جلدی کا حکم قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِن رَّبِّكُمْ" [45]

اور اپنے پروردگا کی بخشش کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو (جلدی کرو)

"إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ"[46]

بے شک وہ نیکیوں میں بہت جلدی کرتے ہیں۔

مزید سورہ آلعمران میں صفت الٰہی کا ذکر ہے کہ

"إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ"[47]

علماء نے ان آیات کی تشریح کی ہے جن میں سرعت کا ذکر آتا ہے اور وہ شر کے ساتھ منسوب بھی ہوتی ہیں۔

امام الرازیؒ فرماتے ہیں کہ

"يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ"[48] کا لفظ "سرعة" اکثر بھلائی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

کلام مجید میں ارشاد ہوتا ہے "يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ"[49] لیکن اس مقام پر لفظ "العجلة" زیادہ مناسب تھا، مگر رب تعالیٰ "سرعۃ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اور فائدہ یہ بیان ہوا ہے۔ وہ ایسے کاموں پر جلدی کرتے ہیں جیسے وہ اس ناپسند دیدہ چیز میں ملوث ہوں۔[50]

مذکورہ بیان کی روشنی میں ہم سرعت (تیزی) کا عمومی مفہوم یوں بیان کر سکتے ہیں کہ یہ "بھلائی میں پیش قدمی" ہے، اور یہی سرعت کا اصلی مطلب ہے جیسا کہ آلوسیؒ نے فرمایا ہے۔[51] یہ وہی معنی ہے جس کی زبان دانوں نے بھی تائید کی ہے جیسا کہ سرعت کی لغوی تعریف میں بیان ہوا ہے۔

یہ تصور اکثر وہ تمام معانی شامل کرتا ہے جو مفسرین نے سرعت کے الفاظ کی تشریح میں ذکر کیے، اور ہر مفسر نے اسے مختلف انداز میں بیان کیا، جیسے

1- مبادرت خوف ضیاع کی وجہ سے"
2- "مبادرت خوف ضیاع کام وقت پر"
3- "تیزی سے اقدام"
4- "کامل رغبت کے ساتھ مبادرت"
5- "کوئی کام جسے اس کے مناسب وقت جلدی انجام دینا"
6- "بغیر سستی اور تاخیر کے کام کو مکمل کرنا"
7- "جس جگہ قدم بڑھانا مناسب ہو وہاں آگے بڑھنا"

یہ تمام معانی "بھلائی میں پیش قدمی" کے دائرے میں آتے ہیں، جو ایک قابل ستائش وصف ہے، اور جس انسان پر تعریف کی جاتی ہے اگر اس کا عمل اس صفت سے مزین ہو۔

لہٰذا سرعت کا جامع مفہوم ہے: کسی بھلائی کے کام میں غور و فکر اور مکمل تدبر کے بعد جلدی سے اقدام کرنا، اور اسے مناسب طریقے سے انجام دینا۔"

اگر ہم قرآن مجید میں ان مقامات کا غور کریں جہاں عجلۃ کا ذکر آیا ہے، تو دیکھتے ہیں کہ ان میں سے زیادہ تر مقامات مذمت یا منع کے سیاق میں ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

"أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ"[52]

"کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی؟"

اس آیت میں موسیٰ نبیاًؑ کے معاملہ کو بیان کیا جاتا ہے جب انہوں نے جلد بازی کی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ"[53]

"انسان سراسر جلد باز پیدا کیا گیا ہے، میں عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا سو مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو۔"

یہاں انسان کی جلد بازی کا ذکر ہے، اور جلد بازی میں انسان کبھی نیکی کیلئے، کبھی شر کیلئے جلدی کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُم بِالْخَيْرِ"[54]

"اور اگر اللہ لوگوں کو برائی جلدی دے انہیں بہت جلدی بھلائی دینے کی طرح"

اس مقام پر بھی جلد بازی کی ایک اور مثال سامنے آتی ہے، جہاں انسان بعض اوقات برائی کی طرف بھی جلدی کرتا ہے۔ اسی لیے بہت سے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ 'عجلت' ایک ناپسندیدہ صفت ہے، جو عمومی طور پر محمود و مذموم معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی تائید میں بہت سی احادیث سے بھی ملتی ہے، جہاں 'عجلت' کی مذمت واضح الفاظ میں موجود ہے۔ اور واضح طور پر شیطان کی صفتبیان کیا گیا ہے، جسطرح آپؐ نے فرمایا کہ

"التأني من الله والعجلة من الشيطان"

(یعنی ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے۔[55]

مندرجہ بالا حدیث اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ آپ ﷺ نے "صبر اور تأنی" پسند فرماتے، اور اسے مدح کی صفت قرار دیا، جیسا کہ وہ اشجع عبد القیس سے فرماتے ہیں کہ

" إنَّ فيك خُلَّتَينِ يُحِبُّهما اللهُ: الحِلْمَ والأَناةَ"[56]

"بے شک تمہاری دو صفات اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت مقبول ہیں حلم و تانی۔"

"عجلة دین میں ممدوح ہے۔ جس کی وضاحت "فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ"[57] میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ عجلة ہمیشہ مذموم نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "وَاسْتَعْجَلَ لَهُ الْعَذَابَ"[58]۔ انہوں نے کہا یہ بات موسیٰ نبیناً کے ایک قول کے بارے میں لی ہے کہ۔ اگر 'عجلت' مکمل طور پر قابلِ مذمت صفت ہوتی، تو حضرت موسیٰؑ جیسے جلیل القدر نبی اسے اپنی بات میں شامل نہ کرتے، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر طرح کی ناپسندیدہ اور ناپاک صفات سے بری ہوتے ہیں۔ اور پھر اسی اعتراض کے جواب میں یہ وضاحت فرمائی گئی کہ در اصل یہ وہ مقام ہے کہ جہاں پر رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی نرمی سے تنبیہ کی ہے کہ انہوں نے قدرے جلدی کی۔ یہاں 'عجلت' کا مطلب جلد بازی نہیں، بلکہ معمولی اور نرمی کے درجے کی جلدی ہے، جو کسی بڑے نقص یا گناہ پر دلالت نہیں کرتی۔[59]

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے کلام "وَاسْتَعْجَلَ لَهُ الْعَذَابَ" کا مطلب ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت سے تھوڑا پہلے اس مقام پر پہنچ گئے جو ربِ تعالیٰ نے مقرر کیا ہوا تھا۔ اگر مقرر وقت سے پہلے نہ پہنچتے تو ان کا یہ عمل 'جلد

بازی 'نہ کہلاتا۔ بعد میں انہوں نے یہ سوچا کہ اگر وہ اللہ کے حکم کا مکمل انتظار نہ کرتے، تو یہ اس کی ناراضگی کا سبب بن سکتا تھا، اور یہ بات کسی صاحبِ علم اور اللہ سے ہم کلام ہونے والے نبی کے شایانِ شان نہیں۔ لیکن اس جلد بازی کو ایک بڑی لغزش نہیں کہا جاسکتا، بلکہ یہ ان کی کوشش، بے تابی اور اخلاص کا ایک انسانی اظہار تھا۔[60]

مندرجہ بالا سے ہم عجلۃ کا عمومی مفہوم یوں بیان کرسکتے ہیں کہ: "چیز کو اس کے مقررہ وقت سے پہلے طلب کرنا" یہی لغوی معنی بھی ہے جسے الزبیدی اور دیگر نے بیان کیا ہے۔

احادیث مبارکہ اور اہل علم کے نزدیک عجلت کا مفہوم

اسلام نے زندگی کے تمام پہلوؤں میں اعتدال اور تدبر کو پسند کیا ہے، جب کہ بے صبری اور عجلت پسندی کو قابلِ مذمت قرار دیا ہے۔ کلام مجید اور احادیث مبارکہ ﷺ بارہا اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ انسان اپنے امور میں عجلت سے اجتناب کرے اور معاملہ فہمی اور بردباری کی راہ اختیار کرے سیرتِ سرورِ کونین واقوالِ اہل علم اسی سلسلہ کی ایک روشن دلیل ہیں۔

1- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

"دعا کیلئے جلد بازی نہ کرو اور یوں نہ کہو کہ یہ جلدی ہے، میں نے دعا کی اور وہ قبول نہ ہوئی یعنی مایوس نہ ہو جاؤ۔"[61]

2- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

"ہر چیز میں بردباری بہتر ہے آخرت کے کاموں کے علاوہ"[62]

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ دنیاوی معاملات میں تروّی اور تدبر مطلوب ہے، جب کہ صرف دین کے کاموں میں جلدی باعثِ خیر ہے۔

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ: "تأنّی رب تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ صفات میں سے ہیں، جبکہ عجلت (جلد بازی) اور بے صبری شیطانی اثرات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بندوں کی معذرتیں قبول فرمانے والی عظیم ہستی ہے، اور اُسے بہت ہی زیادہ پسند آنے والا عمل اس کی حمد وثنا یعنی شکر گزاری ہے۔"[63]

قرآن مجید میں مذکور عجلت کے مظاہر، اقسام، آثار اور اسباب

قرآن مجید میں عجلت کے مظاہر

قرآن مجید میں مذکور صفتِ عجلت انسانی کمزوری کے طور پر بیان کی گئی ہے۔ اللہ رب العالمین قرآن مجید میں مختلف مقامات پر فرماتے ہیں۔ "عجلت انسان کی فطرت میں ہے۔" عجلت سے متعلق چند آیات درج ذیل ہیں۔

" خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ"[64]

"انسان جلد باز بنایا گیا ہے۔"

عجلت کے مظاہر

"وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنسَانُ عَجُولًا"[65]

"اور انسان برائی کی دعا کرتا ہے بھلائی کی دعا کرنے کی طرح انسان ہمیشہ سے جلد باز ہے۔"

"وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۖ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا"[66]

"اور آپ ﷺ قرآن مجید پڑھنے میں جلدی نہ کریں قبل اس کے آپ کی طرف پوری وحی نازل ہو جائے اور آپ کہیں کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرماء"

دعامیں جلدی

انسان قبولیت دعا کیلئے بہت زیادہ عجلت سے کام لیتا ہے اور یہ خواہش کرتا ہے کہ فوراً دعا قبول ہو جائے۔ د عا کی قبولیت میں تاخیر ہو جائے تو وہ مایوس ہونے لگتا ہے، خود کو کوسنے لگتا ہے، اور بعض اوقات ناشکری یا نامناسب باتیں بھی کہہ بیٹھتا ہے۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَسْرَعَ الدُّعَاءِ إِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ"[67]

"حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دعاوہ ہے جو غائب کسی غائب کے لئے کرے۔"

فیصلوں میں جلدی

اپنی زندگی میں انسان بہت سے فیصلے بنا سوچے سمجھے عجلت سے کر بیٹھتا ہے اور پھر ان پر عمر بھر پچھتاتا ہے جن میں سب سے اہم فیصلہ نکاح و طلاق کا ہے۔ یہ ایسے امور ہیں جن میں انسان عجلت سے کام لیتا ہے اور پھر اپنی زندگی برباد کر بیٹھتا ہے۔

گناہ کے ارتکاب میں جلدی

نفسانی خواہشات کی وقتی تکمیل کیلئے انسان تمام حدود الہیٰ کو توڑ بیٹھتا ہے اور بعد میں پھر پچھتاتا ہے۔

انبیاء کرام سے عجلت: بعض انبیاء کرامؑ سے متعلق عجلت کا ذکر بھی قرآن مجید میں آیا ہے جیسا کہ: حضرت موسیٰ نبیناؑ، حضرت داؤدؑ نبینا، حضرت یونسؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضور نبی کریم ﷺ سے متعلق بھی کہ ابتداء میں وحی کے دوران حضرت جبرئیل امین کے ساتھ قرآن مجید جلدی جلدی پڑھتے تھے تاکہ یاد ہ جائے۔

عجلت کے آثار

نقصان اور ندامت

عجلت کے نتیجہ میں اکثر انسان نقصان اٹھاتا ہے اور پھر اس پر نادم ہوتا ہے۔

کمزوری ایمان

ذات باری پر یقین کرنے کی بجائے ظاہری اسباب پر بھروسہ کرتا ہے اور عجلت سے سب کچھ ٹھیک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

فساد اور گمراہی

خصوصی طور پر دینی معاملات میں جلد بازی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے، جیسا کہ موسیٰ علیہ نبینا کی غیر موجودگی میں قوم بنی اسرائیل نے صبر کا دامن چھوڑ دیا اور گمراہی اختیار کرتے ہوئے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی، جس سے ان کے عقیدے میں بگاڑ پیدا ہو گیا اور پھر اس گناہ کا سب سے بڑا بوجھ جو کہ سامری کے کندھوں پر تھا دونوں جہانوں میں عذاب الٰہی کا مستحق ٹھہرا۔ اور ذلیل ورسواء ہوا۔

عجلت کے اسباب

صبر کی کمی: اللہ تعالیٰ کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہر کام طے شدہ وقت پر ہوتا ہے جبکہ انسان صبر نہیں کرتا۔ اور ہر کام کیلئے جلدی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

دنیاوی مفادات کی محبت

عجلت میں فوری فائدہ حاصل کرنے کی خواہش کرتا ہے اور بنیادی مفادات کو حاصل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور خدمات کو حاصل نہ ہونے پر ذہنی مریض بن جاتا ہے۔

شیطانی وسوسے

شیطان ہی ہے جو انسان کو عجلت پر اکساتا ہے تاکہ انسان مادی اسباب کیلئے ذلیل وخوار ہو۔

علم وحکمت کی کمی

انسان صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے اور سمجھ بوجھ نہ رکھنے کی وجہ سے عجلت سے کام لیتا ہے اور کاموں کے بگاڑ کا سبب بن جاتا ہے۔ جبکہ سورہ البقرہ موسیٰ نبینا اللہ رب العالمین سے دعا گو ہیں کہ

"قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ"

"موسیٰؑ نے کہا کہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔"

عجلت کا علاج

صبر و تحمل اختیار کرنا

قرآن کریم میں کئی مقامات پر صبر و تحمل سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے، کیونکہ صبر ایمان کا انتہائی اہم جزو ہے۔ اللہ رب العالمین نے صبر سے کام لینے والوں کے لئے اپنی خاص رحمت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ صبر انسان کو مصائب والام میں ثابت قدم رکھتا ہے اور عجلت سے بچا کر صحیح فیصلہ کے قابل بناتا ہے۔

ذات الٰہی پر توکل

ذات الٰہیٰ پر کامل ایمان اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اس ذات باری پر اکمل یقین رکھتا ہے اور اسی یقین پر قائم رہتا ہے۔ کہ اس ذات باری کے حکم اور رضاء کے بنا کوئی کام نہیں ہو سکتا ہر معاملہ اسی کی رضاء سے پایا تکمیل تک پہنچتا ہے۔ اور ہر معاملہ میں اس کی مشیت پوشیدہ ہے وہ سب سے بہتر جانتا ہے۔ کہ کون سا کام کب اور کیسے ہونا ہے۔ یہی عقیدہ انسان کے ایمان کو پختہ کرتا ہے۔ اور اس کے تسلیم ورضاء میں اضافہ کرتا ہے۔

علم وحکمت سے فیصلہ کرنا

عجلت سے پہلے تحقیق کر لینا اور باہمی مشاورت سے مسائل کا حل تلاش کرنا اور فیصلہ کرنا۔

عجلت کی اقسام

قرآن کریم کے بغور مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ لفظ "عجلہ " اور اس کی مشتقات انتالیس 51 مقامات پر وارد ہوئی ہیں، اور عمومی طور پر ان کا مفہوم تیزی، جلد بازی اور بے صبری پر مبنی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں عجلت رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"خُلِقَ الإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ[68]"

"انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے"

علامہ نسفیؒ کی تفسیر

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ "بظاہر یہاں 'الِانسان" مراد جنسِ انسانی ہے۔ اور اس میں صفت عجلت فطری طور پر رکھی گئی ہے، گویا وہ عجلت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس میں عجلت کی صفت فطری طور پر رکھی گئی ہے، گویا وہ عجلت ہی سے پیدا کیا گیا ہو۔ کیونکہ وہ بکثرت اس صفت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جیسے عرب کسی

شخص کے بارے میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص سخاوت سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح ابتداء میں انسان پر ملامت کی گئی کہ حد سے زیادہ جلد باز پیدا کیا گیا ہے اور اس پر فطری طور پر یہ صفت غالب ہے۔"[69]

شیخ المیدانیؒ کی تائید

اس کی تائید میں تحریر کرتے ہیں کہ "انسان جسم اور روح پر مشتمل ہے۔ جسم کے بارے میں ارشاد ربانی کہ وہ مٹی اور پانی سے بنایا گیا ہے۔ جبکہ نفس (روح) سے متعلق متذکرہ آیت میں یہ اشارہ موجود ہے کہ نفس کی تخلیق میں تیزی ایک اہم عنصر ہے کیونکہ تیزی جسم کی نہیں نفس کی صفت ہے۔"[70]

علامہ نسفی اور شیخ المیدانی کے اقوال سے یہ واضع ہوتا ہے کہ عجلت ایک نفسیاتی کیفیت ہے جو تمام انسانوں گویا کہ انبیا کرام میں بھی موجود ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی انسان ہی ہیں لیکن انبیا کرامؑ کی عجلت میں بھی بہت سے راز پنہاں ہوتے ہیں۔ اور کسی قسم کی گمراہی یا انحرف نہیں پایا جاتا بلکہ تربیتی واصلاحی پہلو موجود ہوتے ہیں۔ جنہیں زیر بحث لایا جایا گا۔

جب ہم قرآن وسنت کی روشنی میں "عجلت" کے مفہوم کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو اقسام پر مشتمل ہے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- پسندیدہ عجلت (ممدوح)

یعنی وہ جلدی جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ "[71](ترجمہ:"وہ لوگ نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے تھے")

امام فخر الدین رازیؒ نے بعض آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگرچہ عمومی طور پر عجلت (جلد بازی) کو ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے، لیکن دین کے معاملے میں، خصوصاً نیکی اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنا ایک پسندیدہ اور قابلِ تعریف صفت ہے۔[72]

اسی طرح فرمایا کہ

"فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ"[73]("دوڑو اللہ کی طرف")

نیز حضرت موسیٰؑ کا اللہ کے حضور جواب

"وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ"[74]("اے میرے رب! میں تیری رضا کیلئے جلدی آیا ہوں")

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

"بَادروا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ"

"فتنوں سے پہلے نیک اعمال کی طرف جلدی کرو، جو اندھیری راتوں کی مانند ہوں گے۔"[75]

اور یہ کہ "بَادروا بِالْأَعْمَالِ سِتًّا"[76]

"چھ چیزوں سے پہلے نیکی کے کاموں میں جلدی کرو"

بھلائی کے کاموں میں عجلت

نیکی کے کاموں میں عجلت اسی قدر ضروری ہے جس قدر شر کے کاموں میں اجتناب ضروری ہے۔ غرض بھلائی کے کاموں میں تاخیر یا تردد اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کی جائے، کوتاہی سے وہ نیکی مستحسن نہیں رہتی۔ اسی طرح جب بھلائی کا کام عجلت سے بروقت شروع کر دیا تو وہ مقام قبولیت تک پہنچ جاتا ہے۔ الغرض نیکی کے کاموں میں عجلت شریعت کے دائرہ میں رہ کر ضروری ہے۔ نہ کہ جذباتیت اور بے ترتیبی کہ جس سے نیکی نیکی نہ رہے۔ اسی طرح نیکی کے کاموں السرعه کو اختیار کرنا انسان کے معاملات، عبادات، اور کردار کی تعمیر اس طرح سے کی جاتی ہے کہ جنہیں اسلام پسند فرماتا ہے۔ اور حوصلہ افزائی فرماتا ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ

" التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شيءٍ إلا في عملِ الآخرة"[77]

"توقف اور آہستگی تمام کاموں میں بہتر ہوتی ہے ماسوائے آخرت کے معاملہ میں"

الغرض دنیاوی معاملات میں ٹھہراؤ صبر کا اختیار انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔ جو رضائے الہیٰ کا موجب بنتا ہے۔ کیونکہ ان تمام امور میں تحمل اور بردباری مطلوب رضاء ہے۔ لیکن اس کے برعکس دینی و آخروی معاملات میں تاخیر، ٹھہراؤ یا سستی ناپسندیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ کلام مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہیکہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے پر برتری حاصل کرو یعنی عجلت سے کام کو نکہ اگلے لمحہ کا علم انسان کو نہیں کہ اس کی موت واقع ہو جائے اور وہ اس کار خیر سے، محروم ہو جائے۔ اس لئے نیکی کو عجلت سے اداء کر دینا ہی احسن اقدام ہے۔

عبادات میں عجلت

عبادات میں عجلت کے چند پہلو ایسے ہیں کہ جن کو شرع نے محمود اور قابل ستائش قرار دیا ہے۔ جس کا مقصد قلوب انسانی میں نیکی و عبادات کی رغبت پیدا کرنا اور طبائع انسانی کو سستی و غفلت کا شکار ہونے سے بچانا ہے۔ ساتھ ساتھ غافل انسان کو تنبیہات الہیٰ سے ڈرانا ہے۔ کہ دینی معاملات کی غفلت آخرت میں سخت قسم کے خسارے اور سزاء کا سبب بن سکتی ہے۔

حج کے ارکان میں عجلت

چونکہ حج ایک عاشقانہ عبادت ہے۔اور یہ ایسے لوگوں پر فرض کیا گیا ہے جو اسے اداء کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں یعنی وہ مالی، جسمانی اور سفری لحاظ سے اس عبادت کو ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ اور وہ جو اس استطاعت کے حامل ہو، ان کیلئے حج کی ادائیگی عجلت (جلدی کرنے) کو شریعت نے مستحب اور قابلِ تعریف قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آئندہ سال وہ اسی صحت، مال و حالات میں رہے گا یا نہیں۔ راستے کی مشکلات، مالی رکاوٹیں یا زندگی کے تغیرات اسے بعد میں اس فریضے سے محروم کر سکتے ہیں۔ لہٰذا، حج کی ادائیگی میں تاخیر کی گنجائش نہیں بلکہ اسے جلدی سے اسے ادا کرنا بہتر ہے اور اسلام میں پسندیدہ عمل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ روایت کرتے ہیں کہ

"تَعَجَّلُوا إلى الحَجِّ ، فإنَّ أحَد كُمْ لا يَدري ما يَعر ضُ لَهُ"

"حج کیلئے جلدی کرو کیونکہ نہیں معلوم اس سے آگے تمہیں کیا درپیش ہو۔"

آپ رضی اللہ ایک اور روایت بیان کرتے ہیں کہ

"من أرادالحجَّ فليتعجَّلْ فإنَّهُ قديمرضُ المريضُ وتضلُّ الضالَّةُ وتعرضُ الحآجةُ"[78]

"جو شخص ارادہ حج رکھتا ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ عجلت سے کام لے۔ کیونکہ دورانِ سفر کبھی کبھار آدمی کا اونٹ گم جاتا ہے اور کبھی وہ خود بیمار پڑ سکتا ہے یہ نہ ہو تو کسی اور پریشانی کا سامنا ہو سکتا ہے۔"

افطار میں جلدی (عجلت)

ماہِ صیام میں روزہ افطاری میں عجلت کو پسند کیا گیا ہے اور شرع میں یہ ایک مستحب اور قابل تعریف عمل ہے اس میں شرط یہ ہے کہ غروب آفتاب یقینی ہو جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے تو بنا کسی تاخیر کے روزہ افطار کر دینا چاہیے۔ اسلام میں یہ عمل نیکی اور بھلائی کی علامات میں سے ایک علامت ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل کا بہت زیادہ پسند فرماتے تھے اور فرماتے کہ یہود و نصاری کی مشابہت اختیار کرنے سے اجتناب کیا جائے کیونکہ یہود نصاری افطار میں تاخیر کرتے تھے۔

حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"لا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرمَاعَجَّلُواالْفِطْر "[79]

میری امت میں ہمیشہ بھلائی رہے گی جب تک کہ وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

افطار میں عجلت غلبہ دین کی علامت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کیا اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"لَا يَزَالُ الدينُ ظَاهِرامَاعَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْر ،لِأَنَّ الْيَهُود،والنَّصَارى يُؤَخِّرونَ"[80]

دین اسلام مسلسل غالب رہے گا جب تک کہ لوگ افطار میں عجلت کریں گے یہی وہ چیز ہے کہ جس میں یہود و نصاری ہمیشہ تاخیر سے کام لیتے ہیں۔

صدقات وخیرات میں عجلت

دینی معاملات میں جہاں پر عبادات میں عجلت کو قابل تحسین عمل قرار دیا گیا ہے وہی پر تقسیم صدقات میں عجلت کو احسن اقدام قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ مالی معاونت مستحقین تک جلد از جلد پہنچ جائے لہذا اس کار خیر کو تقسیم کرنے میں ذرہ برابر تاخیر نہ کی جائے اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یاد نیاوی مصلحتوں کی خاطر اس نیکی میں تاخیر کرے، تو روزِ قیامت یہ تاخیر اس شخص کے دخولِ جنت میں رکاوٹ کا سبب بن سکتی ہے۔ حضرت عقبہ روایت کرتے ہیں کہ

"صَلَّيْتُ وراءَ النبيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ بالمَد ينَةِ العَصْر، فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ مُسْرعًا، فَتَخَطَّى رقَابَ النَّاسِ إلى بَعْضِ حُجَرنِسَائِهِ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِن سُرعَتِهِ، فَخَرجَ عليهم، فَرأَى أنَّهُمْ عَجِبُوا مِن سُرعَتِهِ، فَقالَ: ذ كَرتُ شيئًا مِن تِبْرعِنْد نَا، فَكَرِهْتُ أنْ يَحْبِسَنِي، فأمَرتُ بقِسْمَتِهِ"۔[81]

میں ایک بار مدینہ میں حضور سرور کائنات کی اقتدا میں عصر کی نماز اداء کی تو بعد نماز جیسے ہی سلام پھیرا تو آپؐ عجلت سے اور صفوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے جس پر تمام کے تمام صحابہ گھبرا گئے اور حجرہ سے واپس آنے کا انتظار کرنے لگے کچھ دیر کے بعد آپؐ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کی تشویش پر فرمانے لگے کہ ہمارے گھر میں سونے کا ایک ٹکڑا بچ گیا تھا جس کا مجھے دل میں بہت زیادہ افسوس ہوا تو عجلت میں گھر گیا اور اس ٹکڑے کو تقسیم کرنے حکم فرمایا۔

ناپسندیدہ عجلت (مذموم)

اس پوری تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ عجلت کبھی پسندیدہ اور کبھی ناپسندیدہ ہوتی ہے، یہ اس کے محرک اور موقع پر منحصر ہے۔ اگر عجلت کسی کام کو بغیر تیاری، غور وفکر اور وقت سے پہلے کرنے کا نام ہے، تو یہ مذموم ہے، جیسے کہ کچا پھل توڑ لینا جو فائدے کی بجائے نقصان دیتا ہے۔ لیکن اگر عجلت کا مطلب ہے کہ نیکی، خیر، عبادت، اور موقع سے فائدہ اٹھانے میں دیر نہ کرنا، تو یہ پسندیدہ اور مطلوب ہے۔ اسلام میں نہ تو سستی کی گنجائش ہے

نہ ہی ہر حال میں جلد بازی کی۔ جہاں تامل و تدبر کی ضرورت ہے، وہاں عجلت نقصان دہ ہے، لیکن جہاں نیکی کی جلد ی، فریضے کی بر وقت ادائیگی، اور وقت کے ضیاع سے بچاؤ کی بات ہو، وہاں عجلت مقصود ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ

"التُّؤَدةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرةِ[82]"

"ہر کام میں ٹھہراؤ بہتر ہے سوائے آخرت کے عمل میں۔"

قرآن وحدیث میں عجلت (جلد بازی) کے نقصانات

ایسی عجلت جو مقاصدِ شریعت کے احکام و حکمت اور اصولوں کے منافی ہو اور اس کے نتیجے کے طور پر برے اثرات ظاہر ہوں، اور ان کی بنیاد ایسی بے قابو خواہشات اور جذبات ہوتے ہیں جن کو شرع نہ صرف ناپسند کرتی ہے بلکہ ایسی عجلت کو سخت ناپسند کرتی ہے۔ جلد بازی کے بڑے نقصان دہ نتائج ہوتے ہیں، جو اکثر صرف اس شخص تک محدود نہیں رہتے جو جلدی کرتا ہے بلکہ پورے معاشرے کو متاثر کر سکتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"[83]

"اے ایمان والو جب کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو یہ نہ ہو کہ تم (جلدی) نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر شرمندگی اٹھاؤ۔"

1- قبولیتِ دعا سے محرومی

"إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا"[84]

"انسان بہت کچے دل کا ہے جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو جلدی میں ہڑبڑا جاتا ہے"

انسان قبولیت دعا کیلئے جلدی کرتا ہے۔ جو کوئی رضائے الٰہی کا صبر و تحمل سے انتظار نہ کرے اور قبولیت دعا کے لئے جلدی کرے وہ رحمت الٰہیٰ سے محروم ہو جاتا ہے اور پھر اس کی دعا قبول نہیں ہوتی، اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"ہر مسلمان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، یہاں تک کہ وہ عجلت سے کام لے اور کہے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہیں ہوئی۔"[85] اسی طرح ایک شخص نے دعا کے دوران اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور درود وسلام کے بغیر دعا مانگی جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ اے فلاں تو نے عجلت سے کام لیا۔"[86]

2- عبادات کے باطل ہونے کا خدشہ

عجلت عبادات کیلئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے بلکہ بعض مواقع پر عبادات کو باطل کر دیتی ہے۔ خصوصی نماز، رکان نماز اگر اطمنان سے نہ کئے جائیں جیسا کہ رکوع و سجود قعدہ و قیام اور ان میں عجلت سے نماز باطل اور ناقص ہو جاتی ہے بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دی جاتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو عجلت سے نماز اداء کر رہا تھا جیسے ہی اس نے سلام پھیرا آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ

"واپس جا اور نماز اداء کرو تم نے نماز اداء نہیں کی"۔"[87]

اسی طرح جب اس نے سہ بار گی یہ عمل کیا اور عجلت سے نماز ادا کی تو آپ ﷺ نے اسے ارکان نماز سکھائے اور اسے یہ بتایا کہ نماز میں عجلت ہر گز نہیں بلکہ مکمل اطمنان سے نماز اداء کرو۔

نماز میں عجلت سے اجتناب کرنا چاہیے، نماز میں جلد بازی سے اجتناب کا حکم عام ہے، چاہے نمازی اکیلا ہو یا جماعت کے ساتھ ہو۔ خاص طور پر جماعت کی نماز میں امام سے آگے بڑھنے خاص کر رکوع و سجدہ میں امام سے پہلے جانے سے منع کیا گیا ہے۔ عجلت کی یہ خاصیت آج بھی لوگوں میں عام ہے خاص طور پر مسجد الحرام میں جہاں پر عمرہ کی ادائیگی کیلئے آئے لوگ اور حجاج کرام اور معتمرین عجلت سے نماز پڑھتے ہیں، جبکہ وہ اس کے نقصان سے واقف نہیں ہوتے۔ جو لوگ اس کے ساتھ نماز ادا کرنے والے ہوں ان پر شرعاً لازم ہے وہ ایسے شخص کی نرمی اور خیر خواہی سے اصلاح کریں اور نماز سنت کے مطابق سکھائیں۔ جس طرح مذکورہ بالا حدیث میں آپ ﷺ نے اس شخص کو نماز سکھائی۔

جماعت کے ساتھ نماز: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "نماز میں امام اس لئے مقرر کیا گیا تا کہ تم اس کی پیروی کرو نہ کہ اس سے آگے بڑھو، یعنی جب امام تکبیر کہے مقتدی بھی تکبیر کہے وہ رکوع و سجود کرے تو مقتدی بھی کرے"[88] ایک اور جگہ حدیث میں آتا ہے"

"چوروں میں انتہائی برا چور وہ جس نے اپنی نماز میں کی صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ کے نبی ﷺ چوری نماز میں کیسے ممکن ہے، جواب میں آنحضور ﷺ نے کہا کہ نماز میں رکوع و سجود عجلت سے کرے"[89]

3- تلاوت قرآن مجید میں عجلت

رب تعالیٰ نے تلاوت کلام مجید میں ٹھہراؤ اور نرمی کا حکم دیا ہے۔ اور عجلت سے منع فرمایا جیسا کہ

"لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ"[90]

"قرآن مجید جلدی یاد کرنے کیلئے اپنی زبان کو حرکت نہ دو"

بلکہ "قرآن مجید کی تلاوت خوب صفائی سے اور ٹھہر ٹھہر کے کیا کرو"[91]

حضرت عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ

"قرآن کریم کو اشعار کی طرز پر عجلت سے نہ پڑھو، اور نہ ہی دانہ کھجور کی مثل بے ترتیب، بلکہ اس کلام کے عجائبات پر ٹھہر جاؤ اور اپنے قلوب کو اس سے ڈراؤ"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

نبی کریم ﷺ کی تلاوت میں ٹھہراؤ، نرمی اور معنی الفاظ کی وضاحت ہو کرتی تھی۔"[92]

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی کہ میں پوری "مفصل" سورتیں ایک رکعت میں پڑھ لیتا ہوں۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا: "عجلت سے پڑھنے کے بجائے کوئی ایک سورت خوب ٹھہر کر اور غور و فکر سے پڑھ لینا اس سے زیادہ بہتر کام ہے"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"زمانے میں ایسے لوگ بھی آئیں گے جو قرآن مجید کو عجلت سے اشعار کی طرز پر پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور فائدہ تو تب ہی ہے جب یہ دل میں اتر جائے۔[93]

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ

"میری امت میں کچھ ایسے بھی لوگ آئیں گے جو کلام مجید کی تلاوت صرف زبان سے کریں گے یعنی قرآن ان کے دل میں نہیں اترے گا اور وہ قرآن مجید کو تیر کی سیدھ میں عجلت سے پڑھیں گے "[94]

مذکورہ بالا احادیث اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ تلاوت کلام مجید میں عجلت اور قرآن مجید کا جلدی جلدی پڑھنا مکروہ فعل ہے۔ اور قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر، سوچ سمجھ کر غور و فکر پڑھنا احسن ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا"[95]

"اور کیا یہ لوگ قرآن مجید میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں۔"

اسی کی نسبت عجلت سے قرآن مجید پڑھنے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن میں الفاظ کا مجہول پڑھنا، معنی کا گڈ مڈ کر دینا یا سے الفاظ کا حذف ہونا شامل ہے۔ اس لئے قرآن مجید کو خوب ٹھیر ٹھہر کر پڑھنا ضروری اور کارِ ثواب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"میرے لئے یہ زیادہ پسندیدہ عمل ہے کہ میں ایک سورہ کو غور وفکر سے پڑھوں نہ کہ عجلت میں مکمل قرآن مجید پڑھ لوں۔" حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ: دو احباب میں سے ایک نے نماز میں سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھی اور ایک نے خوب اطمنان سے صرف سورہ بقرہ پڑھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اطمنان سے بقرہ پڑھی وہ افضل ہے کیونکہ بقرہ کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ اور عجلت وجہ نقصان ہے اور انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔ "عجلت کی مثال اس شخص کی ہے جسے آپ ﷺ نے جہنمی قرار دیا کیونکہ اس نے نیکی کے کام میں عجلت، اور بے صبری کا مظاہرہ کیا۔

نتائج بحث

اسلام ایک متوازن اور بردبار زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن وسنت میں جلد بازی (عجلت) کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور صبر، بردباری، تدبر اور سوچ بچار کی ترغیب دی گئی ہے۔

دعاؤں میں عجلت سے پرہیز: حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، کہ دعا کرو تو دعا کے وقت مایوس ہو کر جلدی نہ کرو، بلکہ یقین اور صبر کے ساتھ مانگو۔

دنیاوی امور میں بردباری، دین میں تیزی: حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ صبر و تحمل سے اس جہاں کے ہر کام میں بہتر ہے، البتہ دین کے کاموں میں سرعت (تیزی) بہتر ہے۔

عجلت انسانی خیر، علم، حکمت، اور نجات سے محروم کر دیتی ہے، جب کہ بردباری، صبر و تحمل اور سوچ بچار کامیابی، اصلاح اور اللہ کی رضا کا ذریعہ ہیں۔ نیکیوں میں جلدی تو مطلوب ہے، مگر دنیاوی وفکری معاملات میں تدبر ہی نجات کا راستہ ہے۔

احادیث میں "عجلت" کو صفتِ شیطان اور "تانی" (بردباری) کو صفتِ رحمٰن قرار دیا گیا ہے آنحضور ﷺ نے (تانی) بردباری پسند فرمائی اور جلد بازی (عجلت) کو ناپسند فرمایا۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق دنیاوی معاملات میں صبر و تدبر ضروری ہے، جبکہ نیکی، عبادات اور اخروی امور میں سرعت پسندیدہ ہے۔ یہی توازن مطلوبِ اسلامی طرزِ زندگی ہے۔

حواشی

[1] سورۃ الانبیاء، 37:21۔

[2] سورۃ الاسراء، 11:17۔

[3] سورۃ یونس، 11:10۔

[4] الجوہری، جمھرۃ اللغۃ، 1/482، ابن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، 1/649

[5] ابن منظور، لسان العرب، 11/425۔ ابن سیدہ، المحکم، 1/322

[6] تاج العروس، 2/192، مادہ: "سرع"

[7] سورۃ آل عمران، 114:03۔

[8] سورۃ الحدید، 21:57۔

[9] الجوہری، الصحاح في اللغۃ، 3/1228، مادہ: "سرع"

[10] سورۃ البقرۃ، 2/202۔

[11] سورۃ الرعد 13/6۔

[12] سورۃ البقرۃ، 2/142۔

[13] سورہ محمد 47:5۔

[14] (سورۃ البقرۃ، آیت 203)

[15] (سورۃ الأعراف، آیت 150)

[16] (سورۃ الإسراء، آیت 18)

[17] سورۃ الکہف، آیت 58)

[18] (سورۃ طٰہٰ، آیت 83)

[19] (سورۃ طٰہٰ، آیت 84)

[20] (سورۃ الأنبیاء، آیت 37)

[21] (سورۃ الحج، آیت 47)

[22] (سورۃ الشعراء، آیت 204)

[23] (سورۃ النمل، آیت 72)

[24] (سورۃ العنکبوت، آیت 53)

[25](سورۃ العنکبوت، آیت54)

[26](سورۃ الصافات، آیت176)

[27](سورۃ الشوریٰ، آیت18)

[28](سورۃ الأحقاف، آیت35)

[29](سورۃ الذاریات، آیت14)

[30](سورۃ الذاریات، آیت59)

[31](سورۃ القیامۃ، آیت16)

[32](سورۃ الإسراء، آیت11)

[33]الواحدي،البسيط،8 /187؛الفخر الدين الرازي، تفسير كبير،15 /371۔؛الماوردی،3 /488؛القرطبي7 /288؛القنوجي، فتح البيان،4 /154۔

[34]سورۃ الاعراف،7/150۔

[35]امام فخر الدین لرازیؒ، تفسیر کبیر،15/371۔

[36]سورۃ الأنبیاء،21/37

[37]علامہ ابو الحسن علی بن محمد الماوردیؒ، تفسیر الماوردی،3/448۔

[38]ابویعلی،مسند،3/443،حدیث رقم،4240،البیہقی،السنن،10/104۔

[39]:امام فخر الدین لرازیؒ، تفسیر کبیر،8 /334؛الآلوسي، تفسیر،2/250؛القنوجی، فتح البیان،2/316۔

[40]سورۃ ال عمران،3/114۔

[41]امام فخر الدین الرازی، تفسیر کبیر،8 /334۔

[42]علامہ شہاب الدین محمود آلوسی،روح المعانی2/250؛القنوجی، فتح البیان،2/316۔

[43]امام الراغب اصفہانیؒ، تفسیر مفردات القرآن،2/808۔

[44]الشعراوی، محمد متولیؒ، تفسیر الشعراوی،17/9410۔

[45]سورۃ آل عمران،3/133۔

[46]سورۃ الأنبیاء،21/90۔

[47]سورۃ آل عمران،3/199۔

[48]سورۃ المومنون23/61

[49]ایضاً

[50] علامہ الرازیؒ، تفسیر کبیر، 12/392۔

[51] علامہ آلوسیؒ، تفسیر روح المعانی، 2/252۔

[52] سورۃ الاعراف، 7/150۔

[53] سورۃ الانبیاء، 21/37۔

[54] سورۃ یونس، 10/11۔

[55] الترمذی، السنن، حدیث رقم، 2012۔

[56] ابوداؤد، السنن، حدیث رقم، 5225۔

[57] سورۃ آل عمران، 3/133۔

[58] سورۃ طہ، 20/84۔

[59] القنوجی، فتح البیان، 2/316۔

[60] علامہ الرازی، تفسیر کبیر، 22/86۔

[61] امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الذکر، حدیث رقم، 2688،

[62] الترمذی، السنن، کتاب الدعوات، حدیث رقم، 2010۔

[63] المنذری، الترغیب والترھیب، 2/284۔

[64] سورۃ الانبیاء، 21/37۔

[65] سورۃ الاسراء، 17/11۔

[66] سورۃ طہ، 20/114۔

[67] سنن ابی داؤد 1535۔

[68] سورۃ الانبیاء، 21/37۔

[69] علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفیؒ، تفسیر نسفی، سورۃ الانبیاء۔

[70] مصطفی المیدانیؒ، الدکتور، دراسات نفسیۃ إسلامیۃ، صفحہ، 45۔

[71] سورۃ الانبیاء، 21/90۔

[72] الامام فخر الدین لرازی، مفاتیح الغیب، تفسیر سورۃ الانبیاء، آیت، 90۔

[73] سورۃ الذریات، 50۔

[74] سورۃ طٰہٰ: 84

[75] امام مسلم، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 118۔

[76] الترمذی، السنن، حدیث رقم، 2211۔

[77] ابو داؤد، السنن، حدیث رقم، 2810۔

[78] ابن ماجہ، السنن، حدیث رقم، 2349۔

[79] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 1957۔

[80] ابو داؤد، السنن، 2353۔

[81] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 851۔

[82] ابو داؤد، السنن، حدیث رقم، 4810۔

[83] سورہ الحجرات 49/6۔

[84] المعارج 70/20۔

[85] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 6340۔

[86] النسائی، السنن الکبری، حدیث رقم، 1284۔

[87] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 757۔

[88] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 722۔

[89] الحاکم، مستدرک، حدیث رقم، 835۔

[90] سورہ القیامہ 75/16۔

[91] سورۃ مزمل، 73/4۔

[92] امام ابو داؤد، السنن، حدیث رقم، 1446۔

[93] البخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 775۔

[94] ابو داؤد، السنن، حدیث رقم، 831۔

[95] سورہ محمد، 47/24۔